# یومِ عید

شاہ بلیغ الدین رحمتہ اللہ علیہ

ہجرت کے دوسرے سال بدر کی شاندار فتح سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے تو اس سے کوئی آٹھ دن بعد عیدالفطر آئی۔ رمضان کے روزے اسی سال شعبان میں فرض ہوئے تھے یہ مسلمانوں کے لیے خاص مسرت کا موقع تھا۔ کئی باتیں تھیں جن کی خوشیاں اکٹھی ہوگئی تھیں اور پھر مسلمانوں کی یہ پہلی عید تھی، اس سے پہلے مسلمانوں کے پاس اجتماعی خوشی کے اظہار کا کوئی تصور ہی نہ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کا اہتمام فرمایا اور اس دن اپنا بہترین لباس زیب تن فرمایا۔ محدثین اور مؤرخین لکھتے ہیں کہ جمعہ اور عیدین کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے اور جو اچھا لباس موجود ہوتا پہنتے تھے۔ عید کے دن خود اچھا لباس پہننا اپنے متعلقین کو اچھا لباس پہنانا مستحب ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جناب رسالت مآب عیدالفطر کے دن کچھ کھا کر عیدگاہ جاتے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کھا کر عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے کھجوریں ہمیشہ طاق عدد میں یعنی تین یا پانچ یا سات کھاتے۔ ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ عید کی نماز کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدل تشریف لے جاتے جس راستے سے تشریف لے جاتے اس سے واپس نہ ہوتے دوسرا راستہ اختیار فرماتے۔ اس کا ایک مقصد تو یہ ہوتا تھا کہ مسلمانوں کی چہل پہل کا نظارہ زیادہ سے زیادہ کافروں کے سامنے آئے تا کہ ان پر مؤمنین کی اجتماعی شان اور قوت کا اثر پڑ سکے، دوسرے یہ کہ اس طرح راستہ بدلنے سے دونوں راستوں کے مکینوں کو سلام کرنے موقع نکل آتا۔

بخاری میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نماز عید کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بقیع کی طرف تشریف لے جاتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں جس میدان میں عید کی نماز پڑھی جاتی وہ جنت البقیع کے قریب ہی تھی۔ ادالمعاد میں ہے عیدگاہ مدینے کے مشرقی سرے پر تھی حکم ہے عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھو محلے کی مسجد میں نہیں کمزوروں اور ضعیفوں کو اپنی محلے کی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز عید کے لیے گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو ایک جلوس کی شکل سی بن جاتی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے ہوتے۔ ان کے ہاتھوں میں وہ نیزہ ہوتا جو شاہِ حبشہ اصحمہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔

رمضان کے روزوں کے بعد ہر مرد و عورت اور بچے بڑے پہ فطرہ واجب ہے۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ تو صدقہ فطر کو فرض قرار دیتے ہیں۔ بیوی بچوں کے فطرے کی ادائی سر پرست یا وئی خاندان کے ذمے ہے اگر بیوی بچے کماتے ہیں تو پھر یہ ان کا اپنا ذمہ ہے، اگر عید کے روز فطرہ ادا نہ کر سکیں تو اس کے بعد جب موقع ملے فطرہ ادا کرنا چاہیے۔ دینے میں اگر دیر ہو جائے تو اس سے فطرہ ساقط نہیں ہو جاتا کیونکہ یہ واجب ہے۔ کئی آدمیوں کا فطرہ ایک شخص کو اور ایک فطرہ ایک سے زیادہ آدمیوں کو بھی دیا

جا سکتا ہے۔ صدقۂ فطر کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے یا غلہ بھی دیا جا سکتا ہے، قحط کے زمانے میں غلہ دینا بہتر ہے۔ غلے میں عام طور پر سوا دو سیر گیہوں فی کس دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی اس سے زائد دے تو اس کی طرف سے صدقہ ہو جائے گا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نیزہ لیے عید گاہ میں داخل ہوتے تو اسے اس مقام پر گاڑ دیتے جہاں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عید کی امامت فرمانے والے ہوتے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عید کے موقع پر پہلے رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے پھر خطبہ دیتے۔ ابن عمر اور ابن جریج رضی اللہ عنہم کی روایت ہے کہ خطبے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے تکبیر کہتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عید گاہ آتے جاتے تو اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہٰ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کا ورد کرتے رہتے۔ عید الفطر میں اگر آہستہ آہستہ تکبیر کہتے ہوئے بھی جائیں تو مضائقہ نہیں، لیکن عید الاضحیٰ میں تکبیر زور سے کہنی چاہیے۔ جس طرح جمعہ کا خطبہ سننا واجب ہے اسی طرح عید کے خطبے کے وقت بھی سلام وکلام کی اجازت نہیں ہے۔

عورتیں اگر عید گاہ میں جائیں تو نمازِ عید میں شریک ہو سکتی ہیں۔ رسولِ خدا کے زمانے میں صحابیات عید گاہ جاتی تھیں۔ ویسے اکیلے میں عورتیں گھر پر نمازِ عید نہیں پڑھ سکتیں۔

عید کی نماز سے پہلے عید کی نماز کے بعد کوئی اور نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ ہاں گھر لوٹ کر کوئی اور نماز پڑھی جا سکتی ہے لیکن عید کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے گھر پر بھی کوئی اور نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا نمازِ عید نہیں پڑھ سکتا نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے۔ ہاں کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پڑھ سکتا ہے۔

اگر کسی عذرِ شرعی کی وجہ سے پہلے دن نماز عید نہ پڑھی جا سکے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ عید الاضحیٰ کے لیے بارھویں تاریخ تک وقت ہے۔ عذر کئی طرح کے ہو سکتے ہیں جیسے بارش کی شدت، امام کا نہ ملنا، تاریخ کے بارے میں شک۔ ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز عید ادا فرمائی تھی۔

کتنے لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ عید میں سویاں نہ پکیں تو عید ہی نہیں ہوتی۔ یہ غلط بات ہے، ایسا کوئی شرعی حکم نہیں۔ یہ جو بعض لوگ تاویل کرتے ہیں کہ عید الفطر کے موقع پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سویاں پکائی تھیں محض گھڑی ہوئی بات ہے، تاریخ سے اس کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔

عید کے موقع پر عیدی دینا بھی ایک رسم ہے جو ہم نے اپنے اوپر مسلط کر لی ہے بالخصوص شادی کے بعد پہلی عید پر سلامی دینا تو بعض خاندانوں میں فریضہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ سب چاؤ چونچلے کی باتیں ہیں۔ شرع سے ثابت نہیں اگر کسی کو اللہ نے دیا ہے تو وہ جی کھول کے دے لیکن صرف ناک اونچی رکھنے کی خاطر جو ایسا کرتے ہیں غلطی کرتے ہیں۔ سچ پوچھیے تو عیدی انھیں دینا چاہیے جو امداد کے مستحق ہوں۔

(مطبوعہ: روشنی)